

# از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 22 دسمبر 1952

اینٹلو- فرنیچ ٹیکسٹائل کمپنی لمیٹڈ

بنام

کمشنر آف انکم ٹیکس، مدراس۔

[مہرچند مہاجن، داس، ویوین بوس اور بھگوتی جسٹس صاحبان]

انڈین انکم ٹیکس ایکٹ (11، سال 1922)، دفعات 42(1)، 42(3)۔ غیر مقیم۔ قائم شدہ ایجنسی کے ذریعہ ہندوستان میں سامان کی خریداری۔ آیا کوئی "عمل" ہے۔ خریداری سے منسوب منافع، آیا ہندوستان میں قابل تہمینہ ہے۔ "کاروباری تعلق" کا مطلب۔

اگرچہ بھارت سے باہر کاروبار کرنے والے کارخانہ دار کے ذریعہ بھارت میں خام مال کی خریداری کے چند الگ الگ لین دین بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 42(3) کے معنی میں بھارت میں "عمل" کو جاری رکھنے کے مترادف نہیں ہو سکتے ہیں، جہاں خام مال کو بھارت میں منظم طریقے سے اور عادت کے مطابق ایک قائم شدہ ایجنسی کے بذریعہ خریدا جاتا ہے جو سامان کے انتخاب میں خصوصی مہارت اور قابلیت رکھتی ہے، ایسی سرگرمی دفعہ 42(3) کے اندر ایک "عمل" ہوگی، اور بھارت میں خریداری سے منسوب منافع کے حصے کا اندازہ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 42(1) اور (3) کے تحت انکم ٹیکس سے کیا جاسکتا ہے۔

بنگلور وولن، کاٹن اینڈ سلک ملز کمپنی لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس، مدراس [1950] (18 آئی ٹی آر 423)، کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی بنام احمد بھائی عمر بھائی اینڈ کمپنی۔ [1950] ایس سی آر 335، کمشنر آف ٹیکسیشن بنام کرک [1900] اے سی 588، راجرز پائٹ شیلک کمپنی بنام سکریٹری

آف اسٹیٹ برائے بھارت (1925] آئی ایل آر 52 کلکتہ 1) اور ویب سنز اینڈ کمپنی بنام کمشنر آف انکم ٹیکس، مشرقی پنجاب (1950] 18 آئی ٹی آر 33) پر انحصار کیا۔

بھارت میں غیر رہائشی اور رہائشی کے درمیان کسی بھی طرح کے لین دین کے بغیر ایک الگ تھلگ لین دین جیسا کہ منصفانہ طور پر کاروباری تعلق کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے، دفعہ 42 کے اطلاق کو راغب نہیں کرتا ہے، لیکن جب بھارت میں اس شخص کے درمیان کاروباری تعلقات کا تسلسل ہوتا ہے جو منافع کمانے میں مدد کرتا ہے اور بھارت سے باہر کا شخص جو منافع حاصل کرتا ہے یا محسوس کرتا ہے، اس طرح کا رشتہ کاروباری تعلق تشکیل دیتا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 12، سال 1952۔ مقدمہ نمبر 27، سال 1947 میں مدراس میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ (ستیا نارائن راؤ اور وشوناتھ شاستری جسٹس) کے 18 جنوری 1950 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے او ٹی جی نمبر (ایس این مکھرجی، ان کے ساتھ)۔

مدعا علیہ کی طرف سے بھارت کے اٹارنی جنرل ایم سی سینتلاؤ اور بھارت کے سال ایسیٹر جنرل سی کے ڈیفنڈی (ان کے ساتھ جی این جوشی اور پی اے مہتا)۔

22.1952 دسمبر۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس مہاجن کے ذریعے دیا گیا

جسٹس مہاجن۔ یہ 18 جنوری 1950 کو مدراس میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ کے فیصلے کی اپیل ہے، جو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے حوالہ پر دی گئی تھی، جس کے تحت عدالت عالیہ نے مثبت میں مذکور دو سوالات کا جواب دیا۔

اپیل کنندہ برطانیہ میں شامل ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے اور فرانسیسی بھارت میں پانڈیچیری میں واقع ایک کتابی اور بنائی مل کا مالک ہے۔ اپیل کنندہ کا سال حساب کیلنڈر سال ہے۔ سال 1939 میں برطانوی بھارت میں کمپنی کے تیار کردہ سوت یا کپڑے کی کوئی فروخت نہیں کی گئی تھی، حالانکہ پچھلے سال اس طرح کی فروخت متاثر ہوئی تھی۔ ملوں کے لیے درکار کپاس کی تمام خریداری برطانوی بھارت میں میسرز بیسٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ نے کی تھی۔ اپیل کنندہ اور میسرز بیسٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ،

مدراس، مورخہ 11 جولائی 1939 کے درمیان ایک قرارداد کے تحت، میسرز بیسٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ کو بھارت میں اپنے کاروبار کے مقاصد کے لیے اپیل کنندہ کے ایجنٹوں کے طور پر تشکیل دیا گیا تھا۔ میسرز بیسٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ کو معاہدے کی شرائط کے تحت اپیل کنندہ کے کاروبار کے سلسلے میں اسٹاک کی خریداری، بلوں پر دستخط کرنے اور دیگر مصالحتی آلات اور رسیدوں اور تصفیوں کے معاملے میں اور اپیل کنندہ کی طرف سے یا اس کے خلاف کسی بھی دعوے کو نمٹانے، کمپاؤنڈ کرنے یا سمجھوتہ کرنے کے معاملے میں مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ ایجنٹوں کو اپیل کنندہ کی جانب سے رقم ادھار لینے اور پیشگی رقم دینے کا اختیار حاصل ہے۔ ان سے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپیل کنندہ کے کاروبار کے سلسلے میں بہترین کمیشن، بروکریج، چھوٹ، رعایت اور دیگر وظیفہ حاصل کریں گے۔ انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپیل کنندہ کے مناسب کھاتے رکھیں اور اپیل کنندہ کو اس کے کریڈٹ میں موجود رقم ادا کریں۔ انہیں 6500 روپے ماہانہ کی تنخواہ دی جاتی ہے اور کمائے گئے منافع پر فیصد کمیشن۔ متعلقہ سال کے دوران پانڈیچیری میں مل کے لیے درکار کپاس کی تمام خریداری برطانوی بھارت میں ایجنٹوں نے کی تھی اور کسی دوسری ایجنسی کے بذریعے کوئی خریداری نہیں کی گئی تھی۔ ایجنٹوں نے اپنے فیصلے اور مہارت کا استعمال کیا اور کپاس کی ایسی خصوصیات اور مقدار اور ایسی قیمتوں پر خریداجوہ اپنے تجربے میں کمپنی کے مفادات میں سب سے زیادہ فائدہ مند سمجھتے تھے۔

1939-40 سے پہلے اپیل کنندہ کا تخمینہ برطانوی بھارت میں انکم ٹیکس پر لگایا جاتا تھا جو اپیل کنندہ کے ذریعہ تیار کردہ سامان کی برطانوی بھارت میں فروخت سے حاصل ہونے والے منافع کی بنیاد پر شمار کیا جاتا تھا۔ تشخیص کے سال 1939-40 کے دوران اپیل کنندہ نے کہا کہ اس نے یکم اپریل 1939 سے برطانوی بھارت میں اپنا کاروبار بند کر دیا، اور دفعہ 25(3) کے تحت ریلیف کا دعویٰ کیا جو منظور کیا گیا تھا۔ اپنی مزید پوچھ گچھ کے دوران انکم ٹیکس افسر نے پایا کہ اگرچہ اپیل کنندہ برطانوی بھارت میں اپنا سامان فروخت نہیں کر رہا تھا اور اس سے منافع کما رہا تھا، لیکن برطانوی بھارت میں اس کا ایک فعال کاروباری تعلق برقرار رہا جس طرح سے ملوں کے لیے سامان اور سامان کی خریداری کا کاروبار جاری تھا۔ اس کے بعد انکم ٹیکس افسر نے فیصلہ دیا کہ برطانوی بھارت میں کپاس کی اس طرح کی خریداری برطانوی بھارت میں ایک کاروباری تعلق ہے اور یہ کہ خریداری سے منسوب منافع

ایکٹ کی دفعہ 42(1) اور 42(3) کے تحت ٹیکس کا ذمہ دار ہے۔ کمپنی کی خالص آمدنی کا حساب 281176 روپے لگایا گیا اور اس رقم کا دس فیصد ایکٹ کی دفعہ 42(3) کے تحت تقسیم کیا گیا تھا کہ وہ منافع اور فوائد جو معقول طور پر کاروباری کارروائیوں کے اس حصے سے منسوب ہیں جو برطانوی بھارت میں انجام دیے گئے تھے۔ اپیل کنندہ نے انکم ٹیکس افسر کے مذکورہ حکم کے خلاف اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر سے اپیل کی جس نے انکم ٹیکس افسر کے حکم کی تصدیق کی۔ اپیل کنندہ کی طرف سے ٹریبونل میں مزید اپیل ناکام رہی۔

اپیل کنندہ کی درخواست پر، ٹریبونل نے ایک مقدمہ بیان کیا اور ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت عدالت عالیہ کے فیصلے کے لیے درج ذیل سوالات کا حوالہ دیا:-

"1. آیا اس معاملے کے حالات میں ٹیکس دہندہ کمپنی کا انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 42(1) اور 42(3) کے معنی میں برطانوی بھارت میں کوئی کاروباری تعلق تھا؟

2. کیا انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 42(1) اور 42(3) کے معنی میں ٹیکس دہندہ کمپنی کے سیکرٹریوں اور ایجنٹوں کے ذریعے برطانوی بھارت میں بنائی گئی پوری کپاس کی خریداری سے کسی منافع کو معقول طور پر منسوب کیا جاسکتا ہے؟

عدالت عالیہ نے ان دونوں سوالوں کا جواب مثبت اور ہماری رائے میں درست دیا۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ہمارے سامنے ان دلائل کا اعادہ کیا جو انہوں نے عدالت عالیہ میں سنائے تھے اور دلیل دی کہ اس مقدمہ کے حقائق پر اس نتیجے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ٹیکس دہندہ کو بھارت میں کسی بھی کاروباری تعلق کے بذریعے یا اس سے براہ راست یا بالواسطہ طور پر کوئی منافع یا منافع قابل ہے۔ یہ دلیل دی گئی کہ برطانوی بھارت میں خام مال یا ایشیا کی محض خریداری کے نتیجے میں منافع جمع یا پیدا نہیں ہوتا ہے اور یہ کہ ایشیا کی فروخت پر منافع صرف اسی جگہ پر پیدا ہوتا ہے جہاں فروخت ہوتی ہے اور یہ کہ موجودہ صورت میں، برطانوی بھارت میں سال 1939 کے کھاتے میں کوئی فروخت متاثر نہیں ہونے کی وجہ سے، برطانوی بھارت میں کمپنی کو کوئی منافع جمع یا پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی برطانوی بھارت میں کوئی منافع جمع یا پیدا ہوا سمجھا جاسکتا ہے۔ اپنی تجویز کی

حمایت میں، فاضل وکیل نے متعدد مقدمات پر انحصار کیا، بشمول بورڈ آف ریونیو بنام مدراس ایکسپورٹ کمپنی (1)، جیون داس بنام کمشنر انکم ٹیکس، لاہور (2)، رحیم بنام کمشنر انکم ٹیکس (3)، کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی بنام ویسٹرن بھارت لائف انشورنس کمپنی (4)، کمشنر انکم ٹیکس بنام لٹلز اور پینٹل بالم لمیٹڈ (5)۔ ان میں سے زیادہ تر فیصلے ایکٹ، سال 1922 کے تحت، ترمیم شدہ ایکٹ، سال 1939 کے ذریعے ایکٹ، سال 1922 میں دفعہ 42(3) کے اندراج سے پہلے دیے گئے تھے۔

جہاں تک اپیل گزار کے فاضل وکیل کے ذریعے انحصار کیے گئے مقدمات کا تعلق ہے، ہمیں کئی حکام کا حوالہ دیا گیا ہے جو اس بنیاد پر آگے بڑھے ہیں کہ خام مال کی خریداری بھی کسی کاروبار کے سلسلے میں ایک عمل ہو سکتا ہے اور اگر یہ برطانوی بھارت میں جاری رہا تو اس طرح کے عمل سے منسوب منافع کو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 42 کے تحت قابل ٹیکس بنا سکتا ہے۔ مقدمہ راجرز پائٹ شلیک کمپنی بنام سکریٹری آف اسٹیٹ برائے بھارت (6) اس نکتے پر اہم فیصلوں میں سے ایک ہے۔ اس مقدمہ کا فیصلہ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ 1918 کی دفعہ 33 کے تحت کیا گیا تھا، اور فیصلے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مقدمہ میں جس اصول پر عمل کیا گیا وہ اس سے ملتا جلتا تھا جو بعد میں انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 42(3) میں شامل کیا گیا تھا۔ اس معاملے میں عدالت عالیہ کو بھیجا گیا سوال ان شرائط میں تھا:

"کیا یہ کمپنی جس نے امریکہ میں کھلی منڈی میں فروخت کے لیے بھارت میں شلیک اور مارکا خریدا تھا، انکم ٹیکس ایکٹ VII، سال 1918 یا ایکٹ XI، سال 1922 اور سپر ٹیکس ایکٹ VIII، سال 1917 کے تحت انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کے لیے ذمہ دار ہے۔

"اور اس کا مثبت جواب دیا گیا۔ اسی استدلال کو رنگون عدالت عالیہ نے کمشنر انکم ٹیکس، برما بنام اسٹیل بروس کمپنی (1) میں اپنایا تھا۔ کو۔ اس نکتے پر حالیہ معاملات جن کا فیصلہ انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 42 کے تحت کیا گیا تھا، ان میں موٹروین انشورنس کمپنی لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی (2) اور ویب سنز اینڈ کمپنی بنام کمشنر انکم ٹیکس، مشرقی پنجاب (3) کا معاملہ ذکر کیا جا سکتا ہے۔ آخری معاملے میں، تشخیص کرنے والی کمپنی جو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں شامل کی گئی تھی، امریکہ میں قالین بنانے کا کاروبار کر رہی تھی۔ برطانوی بھارت میں اس کا واحد کاروبار برطانوی

بھارت میں اپنے ایجنٹ کے بذریعہ قالینوں کی تیاری میں استعمال کے لیے خام مال کے طور پر اون کی خریداری تھا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ خریداری دفعہ 42(3) کے معنی میں ایک کارروائی تھی اور اس طرح کی خریداریوں سے حاصل ہونے والے منافع کو برطانوی بھارت میں پیدا ہونے والا سمجھا جاسکتا ہے اور اس کے نتیجے میں بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 42(3) کے تحت اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس معاملے میں عدالت عالیہ کو بھیجے گئے اور اس جانچ سے متعلق سوالات یہ تھے:-

"(i) کیا محض خام مال کی خریداری ایکٹ کی دفعہ 42(3) کے معنی میں ایک عمل ہے؟

(ii) کیا محض خام مال کی خریداری سے کوئی منافع حاصل ہو سکتا ہے؟

ان سوالوں کا مثبت جواب دیتے ہوئے کہا گیا:-

"یہ واضح ہے کہ مینوفیکچررز کی ایک فرم کے ذریعہ خام مال کی خریداری ان عملوں یا کارروائیوں میں سے ایک ہے جو حتمی منافع میں قابل تعریف حد تک حصہ ڈالتی ہے جو تیار شدہ اشیاء کی فروخت پر حاصل ہوتا ہے۔

اس طرح اس سوال پر عدالتی رائے میں کوئی یکسانیت نہیں ہے کہ محض خریداری سے کوئی منافع نہیں ہوتا ہے۔

ہمارے فیصلے میں، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کی دلیل، اور جس پر اس کی پوری بحث دلیل قائم ہے، کہ یہ صرف فروخت کا عمل ہے جس سے حاصل ہونے والے یا پیدا ہونے والے منافع کو مزید برقرار نہیں رکھا جاسکتا، اور اس عدالت کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی بنام احمد بھائی عمر بھائی اینڈ کمپنی (1) کے فیصلے کے پیش نظر اسے روکنا ہوگا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جو اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، XV، سال 1940 کے تحت سامنے آیا تھا۔ ایک فرم جو برطانوی بھارت میں مقیم تھی اور مونگ پھلی کا تیل بنانے اور فروخت کرنے کا کاروبار کرتی تھی، اور برطانوی بھارت کے اندر کچھ تیل ملوں کی مالک تھی، بھی ریاست حیدرآباد کے رائے چور میں ایک مل کی مالک تھی جہاں تیل تیار کیا جاتا تھا۔ رائے چور میں تیار کردہ تیل جزوی طور پر ریاست حیدرآباد کے اندر اور جزوی طور پر بمبئی میں فروخت کیا جاتا تھا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ کاروبار کے اس حصے کے منافع، یعنی، رائے چور کی

مل میں تیل کی تیاری رائے چور میں جمع ہوئی یا پیدا ہوئی حالانکہ تیار شدہ تیل بمبئی میں فروخت کیا گیا تھا اور وہاں قیمت موصول ہوئی تھی، اور اسی کے مطابق، بمبئی میں فروخت سے حاصل ہونے والے منافع کا وہ حصہ جو رائے چور میں تیل کی تیاری سے منسوب تھا، ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت اضافی منافع ٹیکس سے مستثنیٰ تھا۔ اس معاملے میں ان ری کمشنرز آف ٹیکسیشن بنام کرک (2) میں ہاؤس آف لارڈز کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا تھا، جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ جہاں آمدنی جزوی طور پر نیوساؤتھ ویلز کالونی کی مٹی سے ایک نکالنے سے حاصل ہوئی تھی، اور خام ایک کی مؤخر الذکر کالونی میں تجارتی مصنوعات میں تبدیل ہونے سے، اس آمدنی کا اندازہ نیوساؤتھ ویلز لینڈ اینڈ انکم ٹیکس اسسٹنٹ ایکٹ، سال 1895، دفعہ 15، ذیلی دفعہ 3 اور 4 کے تحت کیا گیا تھا، اب یہ سمجھتے ہوئے کہ تیار شدہ مصنوعات خصوصی طور پر کالونی سے باہر فروخت کی جاتی تھیں۔ لارڈ ڈیوی نے پریوی کونسل کا فیصلہ سناتے ہوئے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:-

"ان کے حاکموں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آمدنی کی کمائی یا پیداوار میں چار عمل ہیں-(1) مٹی سے کچی دھات نکالنا؛ (2) خام کچی دھات کو تجارتی مصنوعات میں تبدیل کرنا، جو کہ ایک مینوفیکچرنگ کا عمل ہے؛ (3) تجارتی مصنوعات کی فروخت؛ (4) فروخت سے پیدا ہونے والی رقم کی وصولی۔ یہ تمام عمل ضروری مراحل ہیں جو پیسے میں ختم ہوتے ہیں، اور آمدنی وہ رقم ہے جس کے نتیجے میں تمام مراحل پر اخراجات کم ہوتے ہیں۔ پہلا عمل ذیلی دفعہ 3 کے اندر ان کے اقتدار کو واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے، اور دوسرا یا مینوفیکچرنگ کا عمل، اگر ذیلی دفعہ 1 میں 'تجارت' کے معنی میں نہیں ہے، تو یقینی طور پر ذیلی دفعہ 4 میں 'کوئی اور ہماری طرف سے کچھ بھی' کے الفاظ میں شامل ہے۔

جہاں تک ان دونوں عملوں کا تعلق ہے، اس لیے ان کے حاکموں کا خیال ہے کہ آمدنی نیو ساؤتھ ویلز میں حاصل کی گئی اور پیدا ہوئی اور جمع ہو رہی تھی۔"

استدلال کی برابری پر اس معاملے میں یہ اچھی طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ اپیل کنندہ کو تین کاروباری عمل یا کارروائیوں سے منافع حاصل ہوتا ہے یا پیدا ہوتا ہے، وہ ہیں (1) برطانوی ہندوستان میں کپاس کی خریداری؛ (2) پانڈیچیری میں تیاری کے عمل کے ذریعے اسے دھاگے یا کپڑے میں تبدیل کرنا؛ اور (3) تجارتی مصنوعات کی فروخت، اور انہیں ان تینوں کارروائیوں کے درمیان

تقسیم کرنا ہوتا ہے۔ اسی استدلال کو مدراس عدالت عالیہ نے بنگلور وولن، کاٹن اینڈ سلک ملز کمپنی لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس، مدراس (1) میں اپنایا تھا۔ وہاں یہ فیصلہ کیا گیا کہ برطانوی بھارت میں فیٹنگ ایجنٹوں کے ذریعہ خام مال کی خریداری دفعہ 42(3) کے معنی میں ایک کارروائی ہوگی اور منافع کے ایک حصے کو برطانوی بھارت میں اس طرح کی خریداریوں سے منسوب کرنا مناسب تھا۔

اس موضوع پر طے شدہ مقدمات پر محتاط غور و فکر کے بعد اور ترمیم شدہ ایکٹ، سال 1939 کے ذریعے ایکٹ، سال 1922 میں دفعہ 42(3) کے اندراج کے پیش نظر، ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قانون کی موجودہ حالت میں اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کے ذریعے پیش کردہ نقطہ نظر کو برقرار رکھنے کی شاید ہی کوئی گنجائش ہے اور اس لیے ہم اسے پسپا کرنے میں عدالت عالیہ سے اتفاق کرتے ہیں۔ اس معاملے میں عدالت عالیہ کے نقطہ نظر کو برقرار رکھتے ہوئے ہم اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کارخانہ دار کی ہر کاروباری سرگرمی نہیں ہے جو اس بیان محاورہ (عمل) کے اندر آتی ہے جس کی طرف دفعہ 42(3) کے شرائط راغب ہوتے ہیں۔ ان شرائط کا کوئی اطلاق نہیں ہوتا جب تک کہ معروف اور قبول شدہ کاروباری تصورات اور استعمال کے مطابق مخصوص سرگرمی کو ایک اچھی طرح سے طے شدہ کاروباری عمل نہیں سمجھا جاتا ہے۔ ایسی سرگرمیاں جو اچھی طرح سے بیان نہیں کی گئی ہیں یا غیر معمولی یا الگ تھلگ نوعیت کی ہیں، عام طور پر اس اصول کے دائرے میں نہیں آئیں گی۔ مختلف کاروباری کارروائیوں یا سرگرمیوں پر منافع کی تقسیم صرف کافی اور ٹھوس وجوہات کی بناء پر کی جانی چاہیے اور یہاں کیے گئے مشاہدات اس معاملے کے حقائق اور حالات تک محدود ہیں۔ ایسے معاملے میں جہاں صرف اتنا معلوم ہو کہ خام مال کی خریداری کے چند لین دین برطانوی بھارت میں ہوئے ہیں، عام طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ الگ تھلگ اعمال اس اظہار کے معنی میں اپنی نوعیت کے "عملوں" میں تھے۔ اس معاملے میں خام مال کو ایک قائم شدہ ایجنسی کے بذریعے منظم طریقے سے اور عادت کے مطابق خریدا جاتا تھا جو خریدنے کے لیے سامان کے انتخاب اور خریداری کا وقت اور جگہ طے کرنے میں خصوصی مہارت اور قابلیت رکھتی تھی۔ اس طرح کی سرگرمی ہمیں ایکٹ کے دفعہ 42(3) میں استعمال ہونے والی اصطلاح "عمل" کی اہمیت کے مطابق



معلوم ہوتی ہے۔ یہ خام مال کی خریداری کے الگ تھلگ لین دین کی نوعیت میں نہیں ہے۔ اس لیے تشخیص کنندہ کی پہلی دلیل کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔

فاضل وکیل نے بے دلی سے دلیل دی کہ برطانوی بھارت میں ٹیکس دہندہ کا کوئی کاروباری تعلق نہیں ہے۔ اس دلیل پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ برطانوی بھارت میں غیر رہائشی اور رہائشی کے درمیان کسی بھی طرح کے لین دین کے بغیر ایک الگ تھلگ لین دین جیسا کہ منصفانہ طور پر کاروباری تعلق کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے، دفعہ 42 کے اطلاق کو راغب نہیں کرتا ہے، لیکن جب برطانوی بھارت میں اس شخص کے درمیان کاروباری تعلقات کا تسلسل ہوتا ہے جو منافع کمانے میں مدد کرتا ہے اور برطانوی بھارت سے باہر کا شخص جو منافع حاصل کرتا ہے یا محسوس کرتا ہے، اس طرح کا رشتہ کاروباری تعلق تشکیل دیتا ہے۔ اس معاملے میں بیرون ملک تیاری کے لیے درکار تمام خام مال کی خریداری کے لیے برطانوی بھارت میں ایک باقاعدہ ایجنسی قائم کی گئی تھی اور ایجنٹ کا انتخاب اس کی مہارت، ساکھ اور تجارت کے سلسلے میں تجربے کی وجہ سے کیا گیا تھا۔ اس فیصلے کے ابتدائی حصے میں بیان کردہ ایجنسی کی شرائط پوری طرح سے یہ ثابت کرتی ہیں کہ میسرز بیسٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ تقریباً بھارت میں غیر ملکی کمپنی کے نیجنگ ایجنسی کے کاروبار سے ملتا جلتا کام کر رہی تھی اور مؤخر الذکر کا یقینی طور پر اس ایجنسی سے تعلق تھا۔ لہذا ہم فاضل وکیل کے اس دلیل کو بھی مسترد کرتے ہیں۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بنا پر ہم عدالت عالیہ کے نقطہ نظر کو برقرار رکھتے ہیں اور اخراجات کے ساتھ اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی کے مکھرجی۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: جی۔ ایچ۔ راجادھیاشا۔